اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○ (القمر:15)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

قرآن مجید کلام اللہ ہے:-

قرآن مجید فرقان حمید اللہ رب العزت کا کلام ہے۔ انسانوں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے جس طرح اللہ رب العزت کو مخلوق پر فضیلت حاصل ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے کلام کو مخلوق کے کلام پر فضیلت حاصل ہے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے كَلَامُ الْمُلُوْكِ مُلُوْكُ الْكَلَامِ (باشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے) یہ کتاب انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والی ہے۔ بھولے بھٹکوں کو سیدھا راستہ دکھانے والی ہے۔ قعر مذلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو اوج ثریا تک پہنچانے والی ہے۔ بلکہ اللہ رب العزت سے بچھڑے ہوئے لوگوں کو اللہ رب العزت سے ملانے والی کتاب ہے۔

قرآن مجید سچی کتاب ہے:-

اس کتاب کو نازل کرنے والا خود پروردگار ہے۔ اللہ رب العزت اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (النسآء:122) (اس سے زیادہ سچی بات بھلا کس کی ہوسکتی ہے) دوسری جگہ فرمایا قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ (ال عمرن:95) (کہہ دیجئے اللہ نے سچ کہا ہے) لہٰذا جس ذات کا یہ کلام ہے وہ سب سے زیادہ سچی ذات ہے۔

اس کلام کو آگے پہنچانے والے حضرت جبرائیلؑ ہیں جنکی امانت و دیانت کی گواہی خود اللہ رب العزت

یوں دے رہے ہیں کہ ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ ○ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ○
(التکویر:21-20) امانت کہتے ہیں کہ اگر کوئی چیز کسی نے سپرد کی ہو تو اسے من وعن ہو بہو آگے پہنچا دینا۔
لہٰذا اس آیت میں اللہ رب العزت نے جبرائیل امین کی صداقت و امانت کی گواہی خود دی ہے جس
رسول اکرم ﷺ ہادی برحق کو یہ کلام عطا کیا گیا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنَّکَ لَعَلٰی
خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم:4) (آپ تو اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں) یہ وہ ذات ہے جس کی آنکھ کجی سے
پاک ہے لہٰذا فرمایا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (النجم:17) جو اپنی مرضی سے لب کشائی نہیں
فرماتے۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی (النجم:3) (وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے) قصہ کوتاہ اللہ رب
العزت بھی سچے، لانے والے جبرائیل امین بھی سچے اور صاحب القرآن، پیغمبر اسلام بھی سچے۔ پس
سچے کا کلام سچے کے ذریعے سچے تک پہنچا۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی امانت ہے:-

پروردگار کی یہ امانت اس کے بندوں تک ٹھیک ٹھیک پہنچ چکی ہے جس طرح یہ الفاظ اللہ تعالیٰ نے نازل
فرمائے ہیں اسی طرح اس کے معانی بھی اللہ رب العزت نے بیان فرما دیئے ہیں چنانچہ نزول وحی کے
ابتدائی دور میں جب قرآنی آیات اترتی تھیں تو نبی اکرم ﷺ ان کو یاد کرنے میں جلدی فرماتے تھے۔
اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ
(القیمہ:17-16) (آپ اپنی زبان کو جلدی نہ ہلایئے۔ قرآن کا جمع کروانا ہمارے ذمہ ہے) قرآن مجید کا
جمع کروانا بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا اور اس کا بیان کرنا بھی اپنے ذمہ لے لیا۔ یہ نکتہ بڑا اہم ہے
جس طرح قرآن مجید کے الفاظ اللہ رب العزت کی ذمہ داری سے اس کے بندوں تک پہنچے ہیں اسی

طرح ان کے معانی و مطالب بھی اللہ کے محبوب نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہنچا دیئے اب قرآن دو طرح سے ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کے الفاظ بھی وحی، اسکے معانی بھی وحی ۔کسی بندے کو یہ اجازت نہیں ہے کہ قرآن مجید کو پڑھ کر خود ساختہ معانی نکالے کیونکہ صاحب کلام ہی اپنے کلام کو بہتر سمجھتا ہے یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بات کسی اور کی ہو اور مراد ہم اپنی بیان کرتے پھریں۔ لہٰذا الفاظ بھی وہی معتبر جو اللہ رب العزت نے نازل فرمائے اور معانی بھی وہی معتبر جو اللہ تعالیٰ کے محبوب نے بتائے۔

فہم قرآن میں غلطی:-

آجکل بعض لوگ عربی دانی کے زعم میں قرآن مجید میں اپنی منشا ڈھونڈنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی منشا کو ڈھونڈنا چاہیئے کسی بندے کی منشا کو نہیں۔ جس نے یہ نکتہ سمجھ لیا وہ آج کل کے بڑے بڑے فتنوں سے محفوظ ہو گیا کیونکہ قرآن مجید کے معانی اللہ رب العزت نے خود اپنے محبوب کے ذریعے اپنے بندوں تک پہنچا دیئے ہیں اب قرآن کی تفسیر وہی کہلائے گی جو صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم ﷺ سے سیکھی اور یوں اوپر سے نیچے امت میں چلی آئی ہو۔ لہٰذا جو علوم نبی اکرم ﷺ سے ہمیں مل چکے ہیں انہی علوم کو آگے پہنچانے کا نام تفسیر ہے۔

تفسیر بالرائے:-

اپنی رائے سے قرآن مجید کی کسی آیت کا کوئی مفہوم ٹھہرا لینا تفسیر بالرائے کہلاتا ہے اور تفسیر بالرائے کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهٖ فَقَدْ كَفَرْ (جس نے اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی اس نے کفر کیا) بلکہ علماء نے لکھا ہے اگر کسی آدمی کو تفسیر معلوم نہ تھی اور اس نے اپنی

عقل سے معانی سوچ لئے اور وہ معانی ٹھیک بھی نکلے مگر اس نے کہا کہ میرے خیال میں یہ تفسیر ہے تو اس کلام میں بھی اس نے غلطی کر دی اس نے تفسیر اپنی طرف منسوب کیوں کی۔ ہم کون ہوتے ہیں یہ کہنے والے کہ میرے نزدیک ایسا ہے۔

ڈاکٹر کا واقعہ:۔

قرآن پاک کی اس آیت سے انگریزی خواں طبقہ کو دھوکہ لگتا ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر:15) (ہم نے قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا' ہے کوئی سمجھنے والا) چنانچہ ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے جس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے آسان بنایا ہے بندے اس کو کیوں مشکل بناتے ہیں؟ میں نے کہا، کیا مطلب ہے؟ کہنے لگا وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ میں نے کہا فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ میں مُدَّكِرْ کا لفظ کیا ہے؟ کس قانون سے ذال کا حرف دال سے تبدیل کیا گیا ہے اس کو اس لفظ کی حقیقت کا پتہ ہی نہ تھا پھر میں نے اسکو سمجھایا کہ قرآن ذکر ہے، نصیحت ہے۔ قرآن نصیحت کے طور پر سمجھنا آسان ہے لیکن جہاں تک احکام و مسائل کے استنباط کا تعلق ہے یہ کام فقط ان علماء کرام کا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے علوم میں رسوخ عطا فرمایا ہو۔

فقہاء کا مقام:۔

قرآن پاک کی آیات میں غور وخوض کر کے معانی ومطالب بیان کرنا فقہاء امت کا کام ہے۔ چنانچہ فقہاء نے وضو والی آیت سے ایک سو سے زائد مسائل نکالے ہیں۔ قرآن مجید کی گہرائی دیکھیں کہ ایک آیت میں ایک سو سے زائد مسائل کا حل مل گیا ہے۔ مگر اس کے لئے فقاہت ودانش کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ جسے یہ دولت عطا فرماتے ہیں اسے خیر کثیر عطا فرماتے ہیں۔ اور یہ ہر بندے کے بس کی بات

نہیں ہوتی۔ اس موقعہ پر محدثین بھی فقہاء کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر دیتے ہیں کہ جو سمجھ قرآن و حدیث کے بارے میں فقہاء رکھتے ہیں وہ ہمارے پاس نہیں ہے کیونکہ محدثین نے الفاظ حدیث کی حفاظت کی اور فقہاء نے معانی حدیث کی حفاظت کی ہے۔

اسی لئے امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور دوسرے حضرات فقہاء علم و دانش میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ وہ امت کے محسن تھے۔ امت کے ہر فرد کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کیا کرے۔

امام ابو حنیفہؒ اور سترہ احادیث:-

بیرون ملک ایک صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کو کل سترہ احادیث یاد تھیں تو کیا اس کے باوجود آپ لوگ اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں؟ عاجز نے جواب دیا کہ آپ کی بات سے پہلے تو ہوسکتا ہے کہ عاجز 100% حنفی ہو لیکن اب آپ کی بات سن کر 101% حنفی ہوگیا ہے وہ کہنے لگے کہ یہ کیسے؟ عاجز نے کہا کہ یہ بات تو پکی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی سربراہی میں چھ لاکھ مسائل کا استنباط کیا گیا تو جو شخص سترہ احادیث سے چھ لاکھ مسائل کا استنباط کرے عاجز اسے اپنا امام نہ مانے تو کیا کرے۔ جو بندہ سترہ احادیث سے چھ لاکھ مسائل نکالے عاجز تو اس کی عظمت کو سلام کرتا ہے۔ عاجز تو اپنی عقل کو ان کے قدموں میں ڈالتا ہے۔ پھر ان کی عقل ٹھکانے آئی کہنے لگے اب بات سمجھ میں آئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امام اعظمؒ کو وہ مرتبہ دیا تھا جو عام آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ تفسیر قرآن کے بارے میں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے۔ اس کتاب کے وہی معانی قبول ہوں گے جو اللہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں ان کو سمجھنے کے لئے علماء کے پاس جانا پڑے گا اور انکی صحبت میں بیٹھ کر سیکھنا پڑے گا۔ فقط کتاب پڑھ کر ہم نہیں سمجھ سکتے ہر بندے کی سمجھ اور دانش مختلف ہوتی

ہے۔ جو سمجھ ہمارے اکابر کو حاصل تھی وہ ہمیں تو حاصل نہیں ہے اس لئے ہمیں اپنے اکابر کے ساتھ نتھی رہنا چاہئے اسی میں بھلائی ہے جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے اَلْبَرَکَةُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ (تمہارے اکابر کے ساتھ رہنے میں برکت ہے)

اس لئے اپنے بڑوں کے ساتھ علمی طور پر نتھی رہنا بندے کی ہدایت کے لئے ضروری ہے جس کا علمی رشتہ اپنے اکابر سے ٹوٹ گیا وہ کٹی پتنگ بن گیا۔ شیطان کسی وقت بھی اسے ورغلا سکتا ہے۔ یہ تفہیم اور تدبر کے لفظ بندے کو گمراہ کرتے پھر رہے ہیں یہ تفہیم قرآن اور تدبر قرآن نہیں ہے کہ انسان عربی دانی کے زور پر قرآن سمجھنے کی کوشش کرے۔

علماء کرام اور فہم قرآن:-

عوام الناس کا درجہ تو یہ ہے کہ قرآن سننے سے انہیں اسقدر پتہ چل جائے کہ اس میں جنت یا جہنم کا تذکرہ ہے یعنی موٹی موٹی نصیحت کی باتیں سمجھ میں آنی چاہئیں۔ رہے علماء وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ (ال عمرن: 7) (جن کو اللہ تعالیٰ نے علم میں رسوخ کا درجہ عطا فرمایا ہے) وہ آیات کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر معانی ومطالب کے موتی نکالا کرتے ہیں۔ احکام کی بات کرنا، مسائل کا استنباط کرنا علماء کا کام ہے۔ عوام الناس کو اس سے واسطہ ہی نہیں ہے یہ وہی کر سکتا ہے جس کی زندگی اس علم کے حصول میں گزری ہو۔

عربی گرائمر فہم قرآن کے لئے کافی نہیں:-

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے پندرہ علوم کی ضرورت ہے۔ صرف عربی دانی کے زور پر یا صرف کتاب پڑھ کر اس کے معانی کو سمجھنا گمراہی کا باعث

ہے۔ دیکھئے قرآن پاک کی ایک آیت ہے وَالنَّجْمُ وَ الشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ (الرحمن:6) تین الفاظ ہیں۔ نجم، شجر اور یسجدان۔ یہ تینوں الفاظ اردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں اس کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ ستارے اور درخت سجدہ کرتے ہیں اور یہ بالکل غلط ہے کیونکہ مفسرین نے لکھا ہے ''نجم'' کا معنی جس طرح ستارہ ہے اسی طرح بے تنا درخت کو بھی نجم کہتے ہیں۔ مطلب اس آیت کا یہ ہوا کہ بے تنا درخت (بیل) اور تنے والے درخت دونوں اپنے پروردگار کو سجدہ کرتے ہیں۔ اسی طرح قرآن پاک کی ایک آیت ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ○ (الاحزاب:71-70) اس آیت میں يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ " کا مطلب کیا ہے؟ بظاہر مفہوم یہ ہے کہ تمہارے اعمال کی اصلاح کرے گا۔ مگر یہ مطلب مراد نہیں ہے بلکہ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ کا مطلب ہے کہ تمہارے اعمال کو قبول کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کرے گا۔ لفظ اصلاح ہے مگر مفسرین نے اس کے معنی قبول کرنا بیان فرمایا ہے۔ یہ بات واضح ہوگئی کہ ظاہری الفاظ سے مقصود خداوندی کو نہیں سمجھا جا سکتا۔ منشاء خداوندی کو سمجھنے کے لئے اس آقا کے در پر جانا پڑے گا جس کو پروردگار عالم نے اسی مقصد کے لئے مبعوث فرمایا۔ اس کے در کی چاکری کرنا پڑے گی۔ ہمیں ادھر رجوع کرنا پڑے گا۔

ڈاک کے ذریعے قرآن فہمی:-

آج وہ وقت آ گیا ہے کہ ڈاک کے ذریعے قرآن سمجھنے سمجھانے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ فوج کے ایک میجر صاحب سلسلہ میں داخل ہوئے انہوں نے خط لکھا کہ حضرت! میری زندگی تو بدل گئی ہے اب میں قرآن پاک سیکھنا اور سمجھنا چاہتا ہوں فلاں اکیڈمی خط و کتابت کے ذریعے سکھاتی ہے۔ عاجز سن کر

حیران ہوا کہ یہ ایک نیا تماشا ہے۔اس قسم کی تمام تحریکیں عوام الناس کا تعلق علماء سے کاٹنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔گویا عوام الناس کو علماء سے کاٹ دو اور کہو کہ خود کتاب کا سمجھنا تمہارے لئے کافی ہے۔یہی چیز عوام الناس کے لئے گمراہی کا سبب بنتی ہے۔

صحابہ کرامؓ اور قرآن فہمی:۔

صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید خود نہیں سمجھا بلکہ نبی اکرم ﷺ نے سمجھایا ورنہ عربی تو ان کی مادری زبان تھی۔صرف کی گردانیں اور نحو کے قاعدے انہیں پڑھنے کی ضرورت نہ تھی۔یہ قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ (الشعرآء:195) اس کے باوجود صحابہ کرامؓ نبی ﷺ سے پوچھتے تھے کہ فلاں آیت سے مراد کیا ہے؟

امُّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ اس امت کی فقیہہ اور علوم نبوت کو حاصل کرنے والی خاتون تھیں۔ان کو قرآن پاک کی ایک آیت کے مفہوم کو سمجھنے میں غلطی لگی۔نبی اکرم ﷺ سے ایک مرتبہ پوچھا مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ (النسآء:123) (جس آدمی نے کوئی برا عمل کیا ہو اس کو اس کی سزا ملے گی) اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر بندے کو جہنم کی سزا ملے گی کیونکہ ہم میں سے کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جس سے کوئی غلطی نہ ہوئی ہو۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں کسی بندے کو جو پریشانی یا مصیبت آجاتی ہے یا بیماری آجاتی ہے وہ اس بندے کے لئے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔تب ان کا مغالطہ دور ہوا۔

بھلا جن کے سامنے قرآن نازل ہوتا تھا، جن کے بستر پر قرآن نازل ہوتا تھا، جن کو نبی اکرم ﷺ کی صحبت نصیب تھی اگر ان کو قرآن کا مفہوم سمجھنے میں غلطی لگ سکتی ہے اور انہیں نبی اکرم ﷺ کی طرف

رجوع کرنا پڑتا ہے تو آج ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم عربی دانی کے زور پر قرآن سمجھ سکتے ہیں یا آج تفاسیر میں سب کچھ آ گیا ہے، مولانا کے پاس مسجد میں جانے کی کیا ضرورت ہے؟

آیئے آپ کو سلف صالحین کی فہم ودانش کے چند واقعات سنائیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کی دانش: -

ایک مرتبہ امام ابو حنیفہؒ تشریف فرما تھے کہ ایک بوڑھا شخص آیا اور کہنے لگا۔ وَاوُاوُ وَاوِيْـنِ؟ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا "وَاوِيْـنِ"۔ وہ "لَا وَ لَا" کہہ کر چلا گیا۔ شرکاء مجلس کے پلے کچھ نہ پڑا حالانکہ ان کا علمی مرتبہ بہت بلند تھا۔ ان میں امام ابو یوسفؒ جیسے کثیر الحدیث محدث بھی تھے، قاسم بن معنؒ اور محمد بن حسنؒ جیسے عربی ادب کے ماہر تھے، امام زفرؒ، عافیہ بن یزیدؒ جیسے قیاس اور استحسان کے بادشاہ تھے اور امام داؤد طائیؒ جیسے زہد وتقویٰ کے پہاڑ تھے مگر اشاروں کی یہ بات ان کی سمجھ میں بھی نہ آئی۔ بالآخر امام ابو حنیفہؒ سے دریافت کیا کہ اس بوڑھے نے کیا پوچھا تھا؟ آپؒ نے فرمایا! اس نے التحیات کے بارے میں سوال کیا تھا کہ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوتُ وَالطَّيِّبَاتُ میں دو واؤ ہیں، وہ پوچھنا چاہتا تھا کہ میں دو واؤ والا التحیات پڑھوں یا ایک واؤ والا۔ تو میں نے کہا "واویـــن" یعنی دو واؤ والا۔ اس نے خوش ہو کر کہا کہ واقعی آپ کا علم شجرہ طیبہ کی طرح ہے اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ (ابرھیم:24) پھر کہنے لگا لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ (النور:36) اور لَا وَلَا کہہ کر اشارہ کر دیا کہ آپ کے علم کی مثال نہ مشرق میں ہے اور نہ مغرب میں ہے۔

امام اعظمؒ ایک مرتبہ درس دے رہے تھے کہ ایک عورت آئی جو کوئی مسئلہ پوچھنا چاہتی تھی مگر مردوں کی وجہ سے شرما گئی اور ایک بچے کے ہاتھ سیب بھیج دیا جس کا کچھ حصہ سرخ تھا اور کچھ زرد۔ حضرتؒ نے

سیب کاٹ کر واپس دے دیا تو وہ عورت چلی گئی۔لوگوں نے ماجرا پوچھا فرمایا، وہ عورت حیض کا مسئلہ پوچھنے آئی تھی مگر تمھاری وجہ سے شرم وحیا مانع ہوئی اس لئے الفاظ میں مسئلہ پوچھنے کی بجائے سیب پیش کر دیا کہ کیا عورت کے حیض کے خون کی رنگت زرد ہو جائے تو غسل کر سکتی ہے یا نہیں؟ میں نے سیب کاٹ کر سفیدی دکھادی کہ جب تک زردی سفیدی میں نہ بدلے اس وقت تک غسل نہیں کر سکتی۔ان باتوں کو کون سمجھے؟ ایسے حضرات کے حاسدین بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ دنیا میں جتنا کوئی بڑا ہوگا اس کے حاسدین بھی اتنے زیادہ ہوں گے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ اور حاسدین:-

امام اعظمؒ کے حاسدین دو طرح کے تھے۔بعض لوگ ان کی علمیت اور قبولیت کی وجہ سے حسد کرتے تھے، ایسے لوگوں کا کوئی علاج نہیں ہوا کرتا۔جیسے ایک شخص آیا اور کہنے لگا حضرتؒ! ہم نے سنا ہے کہ آپؒ مسائل کا جواب دیتے ہیں فرمایا! ہاں پوچھو۔کہنے لگا کہ آپؒ بتا سکتے ہیں کہ پاخانہ کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے؟ کوئی شریف انسان بھلا ایسا سوال کر سکتا ہے؟ مگر حاسد تھا ایذا دینا چاہتا تھا۔امام صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی سمجھ دی تھی۔فرمایا! اس کا ذائقہ میٹھا ہوتا ہے۔وہ حیران ہوا اور دلیل پوچھی۔فرمایا نمکین چیز پر مکھی کبھی نہیں بیٹھتی۔

اسی طرح ایک مرتبہ حاسدین نے امام ابوحنیفہؒ کی ذلت ورسوائی (Public Insult) کا پروگرام بنایا کیونکہ آخری وار یہی ہوتا ہے۔یہی کام منافقین نے کیا تھا کہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہؓ پر بہتان باندھا تھا۔اسی طرح قارون نے بھی حضرت موسیٰؑ کے لئے اسی قسم کا حیلہ کیا تھا کہ ایک عورت کو آمادہ کیا کہ جب حضرت موسیٰؑ بیان کرنے کے لئے کھڑے ہوں تو مجمع میں کہہ دینا کہ انہوں نے مجھ سے گناہ کا مطالبہ کیا تھا۔بے عزتی ہو جائے گی تو مجھے زکوٰۃ نہیں دینی پڑے گی۔تاریخ میں اس قسم کے

واقعات بہت ہیں۔ چنانچہ حاسدین نے سوچا کہ امام ابوحنیفہؒ کے دامن پر ایسا دھبہ لگا دیا جائے کہ لوگ بدظن ہو جائیں۔ لہٰذا انہوں نے ایک جواں عمر بیوہ عورت سے رابطہ کیا کہ کسی حیلہ سے امام صاحب کو اپنے گھر بلا، ہم تمہیں اس کے بدلے میں بھاری رقم ادا کریں گے۔ عورت بیچاری پھسلتی بھی جلدی ہے اور پھسلاتی بھی جلدی ہے۔ وہ جھانسے میں آ گئی۔ چنانچہ امام ابوحنیفہؒ جب رات کو گھر جاتے وقت اس عورت کے گھر کے سامنے سے گزرے تو عورت باپردہ ہو کر نکلی اور کہنے لگی، امام ابوحنیفہؒ! میرا خاوند فوت ہو رہا ہے وہ کوئی وصیت کرنا چاہتا ہے اور وہ وصیت میری سمجھ میں نہیں آ رہی خدا کے لئے آپ وہ سن لیں۔ آپ گھر میں داخل ہوئے، عورت نے دروازہ بند کر دیا کمروں میں چھپے ہوئے حاسدین باہر آ گئے اور کہنے لگے ابوحنیفہؒ آپ رات کے وقت ایک علیحدہ مکان میں اکیلی نوجوان عورت کے پاس برے ارادے سے آئے ہیں۔

چنانچہ اس عورت کو اور امام اعظمؒ کو لوگوں نے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔ حاکم وقت تک بات پہنچی تو اس نے کہا انہیں فی الحال حوالات میں بند کر دیا جائے۔ میں صبح کے وقت کارروائی مکمل کروں گا۔ امام اعظمؒ اور اس عورت کو ایک تاریک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ امام اعظمؒ باوضو تھے لہٰذا وہ نوافل پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ جب کافی دیر گزر گئی تو اس عورت کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ میں نے اتنے پاکدامن شخص پر بہتان لگایا ہے۔ جب امام اعظمؒ نے نماز کا سلام پھیرا تو وہ عورت کہنے لگی آپؒ مجھے معاف کر دیں۔ پھر اس نے ساری رام کہانی سنا دی۔ امام اعظمؒ نے فرمایا کہ اچھا جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب میں تمہیں ایک تدبیر بتاتا ہوں تاکہ ہم اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔ اس نے پوچھا وہ کیسے؟ آپؒ نے فرمایا کہ تم اس پہریدار کی منت سماجت کرو کہ لوگ مجھے اچانک پکڑ کر لے آئے ہیں مجھے ایک ضروری کام سمیٹنے کے لئے گھر جانا ہے تم میرے ساتھ چلو تاکہ میں وہ کام کر سکوں۔ پھر جب پہریدار

مان جائے تو تم میرے گھر چلی جانا اور میری بیوی کو صورتحال بتا دینا تا کہ وہ تمہارے اسی برقعے میں لپٹ کر یہاں میرے پاس آجائے۔عورت نے رو دھو کر پولیس والے کا دل موم کرلیا اور یوں امام اعظمؒ کی اہلیہ صاحبہ حوالات میں ان کے پاس پہنچ گئیں۔جب صبح ہوئی تو حاکم وقت نے طلب کیا کہ امام اعظمؒ اور اس عورت کو میرے سامنے پیش کیا جائے۔حاسدین کا جم غفیر موجود تھا۔جب پیشی ہوئی تو حاکم نے کہا کہ ابوحنیفہؒ تم اتنے بڑے عالم ہو کر بھی کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہو۔امام اعظمؒ نے پوچھا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ حاکم نے کہا کہ آپ ایک نامحرم عورت کے ساتھ رات کے وقت ایک مکان میں اکیلے دیکھے گئے ہیں۔امام صاحبؒ نے فرمایا وہ نامحرم نہیں ہے۔حاکم نے پوچھا وہ کون ہے؟ آپؒ نے اپنے سسر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ان کو بلاؤ تا کہ شناخت کریں۔وہ آئے انہوں نے دیکھا تو فرمانے لگے کہ یہ تو میری بیٹی ہے میں نے فلاں مجمع میں ان کا نکاح ابوحنیفہؒ سے کر دیا تھا۔چنانچہ امام اعظمؒ کی خداداد فہم کی وجہ سے حاسدین کی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی اور ان کی سازش خاک میں مل گئی۔

امام اعظمؒ کے بعض مخالفین ایسے تھے کہ جو مخلص تھے مگر اڑتی افواہوں اور سنی سنائی باتوں کی وجہ سے بدظن ہو گئے تھے۔حدیث شریف میں ہے کہ آدمی کے جھوٹے ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی باتیں نقل کرتا پھرے۔مشائخ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر تمہارے سامنے کوئی آدمی آ کر یہ کہے کہ فلاں آدمی نے میری آنکھ پھوڑ دی ہے اور اسکی آنکھ واقعی پھوٹ چکی ہو تو بھی اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کو دیکھ نہ لینا، ہوسکتا ہے کہ اس بندے نے اس کی دو آنکھیں پہلے پھوڑ دی ہوں۔

آیئے امام اعظمؒ کے مخالفین کا دوسرا رخ دیکھئے۔

امام اوزاعیؒ شام میں رہتے تھے۔انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں ایسی ویسی بہت سی باتیں سن رکھی تھیں۔ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد عبداللہ بن مبارکؒ امام اوزاعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے

تو انہوں نے پوچھا، اے خراسانی! (عبداللہ بن مبارکؒ کی نسبت ہے) ابو حنیفہؒ کون شخص ہے میں نے سنا ہے وہ بہت گمراہ ہے۔ عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں خاموش ہو گیا۔ گھر آیا اور امام ابو حنیفہؒ کے بیان کردہ مسائل پر مشتمل کتاب اٹھائی اور امام اوزاعیؒ کی خدمت میں پیش کر دی۔ انہوں نے مطالعہ کیا تو فرمانے لگے، اے خراسانی! یہ نعمان کون شخص ہے؟ اس کا علمی پایہ تو بہت بلند ہے، اس سے تمہیں استفادہ کرنا چاہیئے۔ میں نے کہا کہ یہ وہی امام ابو حنیفہؒ ہیں جن کے متعلق آپ باتیں سنتے رہتے ہیں ان کا چہرہ فق ہو گیا اور کہنے لگے ہم نے کیا سنا تھا حقیقت کیا تھی۔ فرمایا، اے خراسانی! اس کی صحبت اختیار کر اور فائدہ اٹھا۔

نیا رجحان:-

اس وقت انگریزی خواں طبقہ میں یہ بات بڑی تیزی کے ساتھ پھیلائی جا رہی ہے کہ کتابیں موجود ہیں ،ڈکشنریاں موجود ہیں، تفاسیر موجود ہیں لہٰذا یونیورسٹی کے طلباء کو مسجد کے امام کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اپنے شخصی مطالعہ سے قرآن سمجھا جا سکتا ہے۔ بعض تو انٹرنیٹ پر بیٹھ کر تفسیر قرآن سیکھ رہے ہیں ۔ اس ملک کے ایک وزیر صاحب کہنے لگے ،میرا بیٹا ماشاء اللہ روزانہ انٹرنیٹ (Internet) پر بیٹھ کر ایک صفحہ کی تفسیر سمجھ لیتا ہے اور وہ اس کو کمال سمجھ کر خوشی سے بیان کر رہے تھے۔ حالانکہ ہدایت پر رہنے کے لئے انہی معانی کو سمجھنا ضروری ہے جو اللہ رب العزت نے خود اپنے کلام کے متعین فرمائے ہیں۔ ہم تعین کرنے والے کون ہیں؟ ہماری کیا حیثیت ہے؟

غیر مسلم انگریز کا واقعہ:-

مجھے ایک مرتبہ ایک انگریز کہنے لگا کہ میں نیا نیا مسلمان ہوا ہوں میرے چند سوالات ہیں، آپ مجھے ان سوالات کے جوابات صرف قرآن مجید سے دیں۔ میں نے کہا، کیا مطلب؟ کہنے لگا حدیث تو کبھی صحیح

ہوتی ہے اور کبھی ضعیف اور قرآن تو ہمیشہ صحیح ہوتا ہے۔اب ضعیف کا مطلب آج کل کے انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے یہ عربی کا لفظ ہے۔

زبان کے فرق سے معنی بدل جاتا ہے:-

بعض اوقات ایک لفظ عربی میں اور انداز سے استعمال ہوتا ہے اور وہی لفظ اردو میں اور انداز سے استعمال ہوتا ہے، ایک مثال سمجھ لیں۔عربی میں بندر خوبصورت انسان کو کہتے ہیں جب کہ اردو میں ایک جنگلی جانور کا نام ہے۔چنانچہ اس وقت امریکہ میں سعودی عرب کے Ambassidor سفیر ہیں ان کا نام ہے بندر بن سلطان مگر جناب وہ اردو کے بندر نہیں بلکہ عربی کے بندر ہیں ہمارے اردو خواں جب یہ نام سنتے ہیں تو حیران ہوجاتے ہیں کہ عربی شہزادہ اور نام بندر ہے۔بتانا صرف یہ ہے کہ لفظ ایک ہے مگر زبان کے فرق سے معنی بدل گیا ہے۔

اسی طرح ذلیل کا لفظ عربی اردو دونوں زبانوں میں مستعمل ہے اردو میں اس کا معنی رسوائی ہے مگر عربی میں اس کا معنی ہے کمزور جیسے قرآن مجید میں ہے وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (ال عمرن:123) تحقیق اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی اس حال میں کہ تم کمزور تھے۔اگر یہاں کوئی "اذلۃ" کا مطلب رسوائی لے گا تو گمراہ ہوجائے گا بلکہ وہ کافر ہوجائے گا کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے لئے ایسا لفظ استعمال کرنا کفر ہے یہاں اَذِلَّة کا معنی کمزور ہے اسی طرح "دلہ" کا لفظ اردو زبان میں ایک گالی ہے اگر کسی کو یہ لفظ کہہ دیا جائے تو مرنے مارنے پر تل جاتا ہے لیکن عربی میں اتنے غلط معنی کے لئے استعمال نہیں ہوتا چنانچہ سعودی عرب میں ایک "دلـــه" کمپنی ہے جو حرم شریف کی صفائی پر متعین

ہے معلوم ہوا لفظ ایک ہے زبان کے بدلنے سے معنی بدل گیا ہے۔اب سوچئے کہ اردو ترجمہ پڑھ کر ہم قرآن کو کیسے سمجھ پائیں گے۔اسی لئے علماء کی خدمت میں بیٹھ کر قرآن پاک کو سمجھنا پڑے گا کہ قرآن پاک میں اللہ رب العزت کا منشاء کیا ہے۔اس لئے قرآن کے بارے میں فرمایا یُضِلُّ بِهٖ كَثِيرًا وَّ يَهْدِىْ بِهٖ كَثِيرًا (البقرہ:26) یہ وہ کتاب ہے جو ہدایت بھی بہت سے لوگوں کو دیتی ہے اور گمراہ بھی بہت سے لوگوں کو کرتی ہے۔جو شخص اپنی منشاء قرآن میں ڈھونڈے گا گمراہ ہو جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی منشاء کو تلاش کرے گا وہ ہدایت پا جائے گا اس لئے تفسیر قرآن کے بارے میں یہ چند باتیں نہایت اہم ہیں ان کو اپنے دل و دماغ میں محفوظ کر لیں۔

اصطلاحی الفاظ کا مفہوم:-

جب کوئی لفظ اصطلاح بن جاتا ہے تو اس کا ایک خاص معنی متعین ہو جاتا ہے۔عام معنی نہیں رہتا مجھے یاد ہے کہ جب ہم کالج میں پڑھتے تھے تو ایک پروفیسر فزکس کا لیکچر دینے لگے تو انہوں نے پڑھایا Wheat Stone Bridge-یہ انگلش کا لفظ ہے ایک طالبعلم کہنے لگا Wheat کا مطلب گندم، Stone کا مطلب پتھر اور Bridge کا معنی پُل،تو مفہوم بنا گندم پتھر پل۔پھر استاد نے بتایا کہ Wheat Stone ایک سائنسدان تھا جس نے سائنس کا ایک آئیڈیا پیش کیا جو سائنس کے متعلق تھا اس لئے اس کا نام Wheat Stone Bridge رکھا۔اس کا معنی گندم پتھر اور پُل نہیں ہے۔

یہود کی غلطی:-

اصطلاحی الفاظ کا ترجمہ نہیں کیا جاتا مگر یہودیوں نے ناموں کا ترجمہ کرنے کی غلطی کی ہے۔انکی کتابوں

میں نبی اکرم ﷺ کا نام احمد تھا جس کا معنی انہوں نے کیا The Praised One (تعریف کیا گیا) اس سے کون مراد ہے اس کا پتہ کہاں سے چلے گا؟ مثلاً ایک بندے کا نام ہے Mr.Black اسے مسٹر کالا تو نہیں کہیں گے۔ اسی طرح جس کا نام Mr.Brown ہو اسے مسٹر زرد نہیں کہہ سکتے مسٹر براؤن اور مسٹر بلیک یہ نام ہیں اور ناموں کا ترجمہ نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح جو لفظ اصطلاح بن جاتا ہے اس کے معانی متعین ہو جاتے ہیں تو ضعیف حدیث ایک اصطلاح ہے عوام یہ سمجھتے ہیں کہ ضعیف حدیث کا مطلب ہے غلط حدیث۔ حالانکہ غلط حدیث یا گھڑی ہوئی حدیث کے لئے موضوع کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ دشمنان اسلام نے جو حدیثیں گھڑ کر نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کر دیں محدثین نے ان تمام احادیث کو چھانٹ کر علیحدہ کر دیا ہے اور ان کا نام موضوعات رکھا۔

ضعیف حدیث بھی قابل عمل ہوتی ہے:

لیکن احادیث کی کتابوں میں کچھ احادیث ایسی بھی ملیں گی جن کے بارے میں ضعیف لکھا ہوا ہوگا۔ سند پڑھتے ہی بدکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ضعیف حدیث اور موضوع حدیث میں وہی فرق ہے جو بیمار، زندہ اور مردہ انسان میں ہوتا ہے ۔کمزور اور مردہ انسان میں فرق واضح ہے۔ ضعیف حدیث میں راوی پر کوئی جرح کی گئی ہوتی ہے ورنہ ہوتی وہ بھی حدیث ہی ہے۔ اتنا ہے کہ ضعیف حدیث سے فرائض و واجبات کا استنباط نہیں کر سکتے مگر فضائل میں یہ حدیث اسی طرح قابل عمل ہے جیسے صحیح حدیث قابل عمل ہوتی ہے اس لئے صحاح ستہ میں بھی آپ کو کچھ احادیث ایسی مل جائیں گی۔

نیا فتنہ:-

آج کل ایک نیا فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ اب ترمذی شریف بھی دو طرح کی چھاپ دی گئی ہے ایک صحیح ترمذی دوسری ضعیف ترمذی۔

صحیح ترمذی کا نسخہ دیکھا اس کی ضخامت کم دیکھ کر حیرانی ہوئی نیچے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی "ہم نے ضعیف احادیث اس سے نکال دی ہیں" انہوں نے ضعیف احادیث کو موضوع احادیث سمجھ کر سرے سے کتاب سے بھی نکال دیا جب یہ لوگ لفظ ضعیف حدیث کو نہیں سمجھ رہے تو آگے حدیث کے معانی سمجھنے میں کیا گل کھلائیں گے۔

جرح کا معیار:-

محدثین کے ہاں جرح کا جو معیار ہے اس پر اگر تولا جائے تو ہم سب مجروح ہیں کیونکہ ان کا معیار بہت بلند تھا۔ اگر کسی بندہ سے زندگی میں ایک مرتبہ بھول ہوگئی تو محدثین اسے اخذ حدیث کے قابل نہیں سمجھتے۔ اس سے کبھی حدیث نہیں لیتے۔ اسی طرح کسی آدمی کو دیکھا کہ ننگے سر بازار میں پھر رہا ہے یہ فساق کا طرز ہے اس عمل کی وجہ سے محدثین اس آدمی سے حدیث نہیں لیتے تھے۔

ایک محدث دور دراز کا سفر کر کے کسی دوسرے محدث کے پاس گئے وہ گھوڑا پکڑ رہے تھے مگر کپڑے میں یا کسی برتن میں کچھ سنگریزے ڈال کر گھوڑے کو اشارہ کیا۔ گھوڑے نے سمجھا کہ دانہ ہے وہ آ گیا تو اس شخص نے پکڑ لیا۔ مہمان محدث نے جب یہ دیکھا تو حدیث کی روایت لئے بغیر واپس ہو گئے۔ کسی نے پوچھا، حدیث کیوں نہ لی؟ فرمایا، جو بندہ حیوان کو دھوکہ دے سکتا ہے وہ بندہ حدیث کے بیان کرنے میں بھی دھوکہ دہی سے کام لے سکتا ہے۔ سبحان اللہ۔ اسماء الرجال کے فن میں سات لاکھ محدثین کے حالات زندگی محفوظ ہیں۔ سبحان اللہ یہ سچے کا کلام تھا اللہ تعالیٰ نے سچوں کی زبانی روایت کرا کے ہم تک پہنچایا۔ حدیث رسول بھی اسی زبان سے نکلی ہے جس زبان سے ہمیں اللہ کا قرآن ملا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم قرآن کو تو سچا مانیں اور حدیث پر یقین نہ کریں۔ حالانکہ قرآن و حدیث ایک ہی لسان نبوت

سے ملے ہیں اس لئے انکار حدیث دراصل انکار قرآن ہے۔ حجیت حدیث، حقیقت میں حجیّتِ پیغمبر کا دوسرا نام ہے۔ قرآن کے معانی و مطالب کو بیان کرنا فریضہ نبوت ہے۔ قرآن کے انہی معانی و مطالب کا دوسرا نام حدیث ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو علوم نبوت کے حصول کے لئے اپنا وقت فارغ کرتے ہیں اور علماء کی خدمت میں بیٹھ کر اس کتاب کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آیئے قرآن مجید فرقان حمید سے متعلق چند باتیں سمجھ لیجئے۔

اس کتاب کو اللہ رب العزت نے کئی خصوصیات سے نوازا ہے چند بڑی بڑی یہ ہیں۔

1 قوت تاثیر:-

یہ کتاب قوت تاثیر میں دنیا کی تمام کتابوں پر فضیلت رکھتی ہے۔ ایسی تاثیر کہ کافر بھی سنتے تو متوجہ ہوجاتے۔ اسلئے کہتے تھے لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ(حٰمٓ السجدہ:26) (اس قرآن کو نہ سنو اور شور مچاؤ تا کہ تم غالب آجاؤ) قوت تاثیر میں یہ کتاب اپنا ثانی نہیں رکھتی، نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ یہی تھی جو بھی آتا اس کے سامنے قرآن پڑھتے تھے۔ قَرَاَعَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ تَـلَا عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ چنانچہ عکاظ کے میلہ میں جب لوگ واپس جارہے ہوتے آپ ﷺ راستے پر بیٹھ کر قرآن پڑھتے۔ لوگ سنتے اور ایسے متاثر ہوتے کہ گھروں کی بجائے آپ ﷺ کے قدموں میں بیٹھ جاتے۔ دنیا میں ایسی کوئی کتاب نہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر رکھی ہو۔ اس کے الفاظ اور اس کے معانی سینوں میں اترتے چلے جاتے ہیں۔ ہمارے حضرت مرشد عالمؒ فرماتے تھے کہ دریاؤں کا راستہ کون بناتا ہے جس طرح دریا اپنا راستہ خود بنا لیتا ہے اسی طرح یہ قرآن وہ دریائے رحمت ہے جو لوگوں کے سینوں میں اپنا راستہ خود بنا لیتا ہے۔ قوت تاثیر میں یہ کتاب

دنیا کی تمام کتابوں سے فائق اور بلند ہے۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

2. سہولت حفظ :-

سہولت حفظ میں بھی اس کتاب کا کوئی ثانی نہیں ہے، دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جس کے حافظ موجود ہوں مگر یہ وہ کتاب ہے جس کے لاکھوں حافظ موجود ہیں بڑی عمر کے بھی اور چھوٹی عمر کے بھی، کچھ عرصہ پہلے کراچی میں ایک عمر رسیدہ شخص نے حفظ مکمل کیا جس کی بھویں اور پلکیں تک سفید تھیں مجھے اس کے جسم پر کوئی سیاہ بال نظر نہیں آیا تھا۔ اس بڑھاپے کی عمر میں انہوں نے قرآن پاک کا حفظ مکمل کیا یہ اس قرآن کا اعجاز ہے۔ ہارون الرشید کے سامنے ایک ایسا بچہ لایا گیا جس کی عمر پانچ سال تھی اور وہ قرآن پاک کا حافظ تھا۔ سبحان اللہ! کتاب میں لکھا ہے کہ جب اس کا والد اس بچے کو ہارون الرشید کے سامنے قرآن سنانے کے لئے لایا تو وہ اپنے ابو سے جھگڑ رہا تھا کہ مجھے گڑ کی ڈلی لے کر دو گے یا نہیں باپ کہتا ہے حاکم وقت کو قرآن سناؤ اور بچہ کہتا ہے کہ پہلے یہ بتاؤ کہ گڑ دو گے یا نہیں، سبحان اللہ! عمر اتنی چھوٹی اور حفظ کا یہ عالم کہ ہارون الرشید نے پانچ جگہوں سے سنا اس بچہ نے ٹھیک ٹھیک سنا دیا۔ پانچ سال کا بچہ جو گڑ لینے پر باپ سے جھگڑ رہا ہے الحمد للہ! اَلْحَمْدُ سے لے کر وَالنَّاسِ تک قرآن کا حافظ ہے ۔ یہ قرآن پاک کا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اتنی چھوٹی عمر کے بچے بھی حافظ اور اتنی بڑی عمر کے بوڑھے بھی قرآن پاک کے حافظ ہیں یہ اعجاز صرف اسی کتاب کا ہے۔

3. کثرت تلاوت:-

اس کتاب کی جتنی کثرت سے تلاوت کی گئی ہے دنیا میں اتنی تلاوت کسی اور کتاب کی نہیں کی گئی چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بارے میں یا کسی اور بزرگ کے بارے میں منقول ہے کہ اپنی وفات سے پہلے اپنے بیٹے کو بلا کر مکان کے ایک کونے میں لے گئے اور فرمایا بیٹا اس جگہ پر گناہ نہ کرنا میں نے اس جگہ پر چھ ہزار مرتبہ قرآن مجید کو مکمل پڑھا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ رمضان المبارک میں تریسٹھ مرتبہ قرآن پاک مکمل کرتے تھے۔ تیس دن میں تیس رات میں اور تین تراویح میں۔ چونکہ بعض لوگوں کو امام اعظم ابو حنیفہؒ سے خدا واسطے کا بیر ہے وہ اس بات پر بڑا اعتراض کرتے ہیں کہتے ہیں دیکھو جی! تریسٹھ قرآن کون پڑھ سکتا ہے؟ یہ تو دور زمانے کی بات ہے آیئے ہم آپ کو قریب زمانے کے اکابرین کا عمل پیش کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے اپنی ذمہ داری سے جو کتاب لکھوائی اس کا نام یاد ایّام ہے اس میں فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں جو پارہ میں نے تراویح سنانا ہوتا تھا دن میں اسے تیس مرتبہ پڑھ لیا کرتا تھا۔

فَأُولٰئِكَ اٰبَائِيْ فَجِئْنِيْ بِمِثْلِهِمْ اِذَا جَمَعَتْنَا يَا جَرِيْرُ الْمَجَامِعُ

Book of Record انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا Incyclopeadia Of Britanica میں پڑھا کہ ترکی کے ایک عبداللہ نامی شخص نے تیس آدمیوں کی موجودگی میں آٹھ گھنٹوں میں قرآن پاک پڑھا مگر ہمارے ملکوں میں ریکارڈ اس سے زیادہ بہتر ہے۔ ایک مرتبہ بنوں کے دینی مدرسہ میں حاضری ہوئی وہاں ایک عالم بڑے متقی پرہیزگار اور باخدا انسان ہیں اور اس عاجز سے محبت کا تعلق رکھتے ہیں ان کے مدرسہ میں ضبط قرآن کے لئے گردان بڑی مضبوط اور مشہور ہے۔ میں نے ان کی شہرت کا سبب

پوچھا تو کہنے لگے ہم محنت اتنی کرواتے ہیں کہ پورا قرآن اچھی طرح یاد ہو جاتا ہے میں نے پوچھا کہ امتحان کیسے لیتے ہیں؟ کہنے لگے ہمارا تو یہ اصول ہے کہ ہم پانچ استاد بیٹھ جاتے ہیں اور بچے سے کہتے ہیں کہ پورا قرآن سناؤ'' آسان ٹیسٹ ہے،، قرآن سنانے میں جتنی جگہ غلطی ہوتی ہے یا اٹکن پیش آتی ہے۔ اٹکن کہتے ہیں روانی میں پڑھتے پڑھتے بندہ اٹک جائے تو پھر دوبارہ پڑھتے ہیں۔ وہ استاد غلطی بھی لکھتے ہیں اور اٹکن بھی لکھتے ہیں اور وقت بھی نوٹ کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک بچہ دکھایا جس کے ریکارڈ میں تحریر تھا کہ اس بچے نے پانچ اساتذہ کی موجودگی میں چھ گھنٹے اور پینتیس منٹ میں اس طرح قرآن سنایا کہ نہ کوئی متشابہ لگا، نہ کوئی اٹکن پیش آئی۔ سبحان اللہ یہ بھی قرآن کا معجزہ ہے۔ یہ قراء کا کمال نہیں ہے۔ یہ کمال قرآن کا ہے کہ اتنے اچھے انداز سے پڑھا جاتا ہے۔

4۔ انبیا کرامؑ سے الزامات کو دور کرنے والی کتاب:-

انبیا کرامؑ پر جو الزام لگائے گئے اللہ رب العزت نے اس کتاب کے ذریعے ان الزامات کے جوابات دے دیئے۔ قوم نے حضرت صالحؑ پر الزام لگایا، حضرت موسیٰؑ کو بھی نشانہ بنایا گیا اس کتاب کے ذریعے کفار کے الزامات اور اعتراضات کی قلعی کھول دی گئی۔ حتیٰ کہ ایک جھوٹے نے نبی اکرم ﷺ پر بھی کچھ باتیں کیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تسلی دی اور الزام لگانے والے کی اوقات بھی کھول دی۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ○ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ ○ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيمٍ ○ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ ○ (القلم: 13-10) (آپ کسی ایسے شخص کے کہنے میں نہ آئیں جو بہت قسمیں کھانے والا ذلیل الاوقات ہے، طعن آمیز شرارتیں کرنے والا، چغلیاں لئے پھرنے والا، مال میں بخل کرنے والا، حد سے بڑھا ہوا بدکار، سخت خُو اس کے علاوہ وہ بدذات ہے)۔

5. قوت استدلال میں بے مثال:-

یہ کتاب قوت استدلال میں بھی لاثانی ہے ایسا استدلال کہ عقل دنگ رہ جائے۔ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ (البقرہ:258) یقین کرو بڑے بڑے کفار اس قرآن کے جواب سے عاجز آ گئے۔ یہ اللہ کا کلام ہے شاہانہ کلام ہے۔ دوران تلاوت اسلوب بیان بتاتا ہے یہ شاہانہ کلام ہے۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا انداز تو دیکھو! کیسا شاہانہ ہے فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا (الفرقان:54) کیا عجیب کلام ہے ایک ایک لفظ دل میں اتر جاتا ہے کیسی عظمت ہے تو قوت استدلال میں بھی اس کا کوئی ثانی نہیں۔ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ (البقرہ:28) کیسی ٹھوس بات ہے یہ انداز صرف اللہ تعالیٰ ہی اختیار فرما سکتے ہیں ایسی ٹھوس بات جس میں کمزوری کا کوئی شائبہ ہی نہیں ہے۔ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْ ۚ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (البقرہ:28)

6. مونس وغمخوار کتاب:-

پریشان حال اور غمزدوں کو تسلی دینے والی کتاب ہے۔ اور تو اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو اس کتاب کے پڑھنے سے تسلی مل جاتی تھی كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ (الفرقان:32) فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ! ہم تھوڑا تھوڑا قرآن اس لئے نازل کرتے ہیں تاکہ آپ کے دل کو تسلی مل جائے۔ یہ دلوں کو تسلی دینے والی کتاب ہے۔ کبھی آپ بڑے غمزدہ ہوں تو یہ نسخہ آزما کے دیکھیں۔ میرے دوستو! آپ اگر اپنے کاروبار کی وجہ سے پریشان ہوں یا اپنے گھر میں کسی بندے کے رویہ کی وجہ سے پریشان ہوں تو آپ اس حالت

میں اللہ کے قرآن کو پڑھنا شروع کر دیں چند صفحات پڑھنے کے بعد آپ کو یہ کتاب سکون مہیا کرے گی ۔آپ کے تمام غم غلط ہو جائیں گے ہمارے اسلاف اسے رات کی تنہائیوں میں پڑھتے تھے اور سکون حاصل کرتے تھے آپ بھی اسے پڑھئے دلوں کو تسلی ملے گی۔

7۔لَایَنۡقَضِیۡ عَجَائِبُہٗ:۔

اس کتاب کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے ساری عمر مفسرین اس کتاب کے سمندر میں غوطہ زن رہے ہر مرتبہ انہیں نئے نئے موتی ملتے رہے مگر وہ اس کے تمام اسرار و رموز کا احاطہ نہ کر سکے۔اس میں ہر بندے کو اپنے فن کی باتیں نظر آتی ہیں مثلاً ایک آدمی اگر ڈاکٹر ہے تو اسے ڈاکٹری کی باتیں نظر آئیں گی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے انسان کو پیدا فرمایا فَجَعَلۡنٰهُ سَمِيۡعًاۢ بَصِيۡرًا (الدھر:2) سمیع اور بصیر بنایا ڈاکٹر اسے پڑھتا ہے تو یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ کان پہلے بننے چاہئے اور آنکھیں بعد میں۔تحقیق اور ریسرچ کے بعد معلوم ہوا کہ شکم مادر میں بچے کے کان پہلے بنتے ہیں اور آنکھیں بعد میں۔سائنس کا یہ ایک Fact ہے کہ انسان کے پورے جسم میں سب سے پہلے جو عضو مکمل ہوتا ہے وہ کان ہے سب سے پہلے دل نہیں بنتا۔زبان نہیں بنتی۔اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ سر کو توازن میں دماغ رکھتا ہے۔ کانوں کے اندر پانی کی ٹیوبیں ہوتی ہیں۔پانی کا لیول بدلنے کا سگنل دماغ کو ملتا ہے دماغ فیصلہ کرتا ہے کہ سر کا توازن ٹھیک نہیں ہے۔بڑھاپے میں اس سسٹم کی خرابی کی وجہ سے لوگوں کے سر ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور انہیں خبر بھی نہیں ہوتی۔چونکہ توازن کے قیام کے لئے دماغ کو سگنل کان کے ذریعے ملتا ہے اس لئے سب سے پہلے کان بنائے گئے۔

ایک کینیڈین ڈاکٹر نے کتاب لکھی جس کا نام ہے ”آیات قرآنی اور جدید سائنس“ اس نے قرآن

پاک کی پندرہ آیات پر سائنس کی روشنی میں بحث کی ہے۔ آج سائنس اس حقیقت کو ثابت کر رہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے چودہ سو سال پہلے اپنے محبوب کو عطا فرمائی۔

اب اگر کوئی انجینئر ہے تو اسے انجینئرنگ کے متعلق باتیں نظر آئیں گی۔ ایک صاحب کہنے لگے سول انجینئرنگ کا تذکرہ بھی قرآن میں ہے۔ جب سکندر ذوالقرنین نے دیوار بنائی تو اس نے کہا تھا کہ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ (الکھف:96) مجھے لوہے کے ٹکڑے دیجیے اس کا مطلب ہے کہ لوہا سیمنٹ کا استعمال پہلے سے ہے۔ اسی کو کنکریٹ کہتے ہیں۔ کہنے لگا، ہم بھی تو لوہا ہی باندھتے ہیں۔ اس نے کہا لوہے کے ٹکڑے سے مراد لوہے کے سریے ہیں اجی سریے کا تذکرہ قرآن میں ہے۔ ایک مرتبہ گلشن حبیب کراچی سٹیل مل میں بیان تھا، تو انہوں نے اوپر لکھا ہوا تھا وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ (الحدید:25) اب حدید والوں کو قرآن میں بھی حدید نظر آ گیا ہے۔ سبحان اللہ!

ایک ریاضی کے پروفیسر کہنے لگے کہ جمع تفریق اور ضرب کا تصور قرآن نے دیا ہے۔ سورۃ کھف میں ہے وَازْدَادُوْا تِسْعًا (الکھف:25) تین سو اور نو زیادہ کر لو یعنی جمع کر لو۔ اسی طرح حضرت نوحؑ کے بارے میں فرمایا "اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا (العنکبوت:14) کہ ہزار میں سے پچاس کو کم کر لو یہ تفریق کا تصور ہے۔ اسی طرح ضرب کا تصور بھی قرآن میں ہے فرمایا وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ (البقرہ:261) (اللہ جس چیز کو چاہتا ہے بے حساب کئی گنا کر دیتا ہے)۔

بیرون ملک میں چونکہ عنوان بھی اسی طرح کے ہوتے ہیں۔ سائنسدانوں سے واسطہ پڑتا ہے اور سائنسدانوں کو جواب دینا ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک سائنسدان کہنے لگا کہ ہم نے قرآن مجید میں ایٹم اور مالیکیول کا تصور بھی ڈھونڈ لیا ہے۔

اس کتاب کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہونگے ۔ پڑھنے والے پڑھتے رہیں گے،غور کرنے والے غور کرتے رہیں گے،طلب والے قرآن کے موتیوں اور ہیروں سے جھولیاں بھرتے رہیں گے، اپنی زندگیاں گزار کر جاتے رہیں گے اور یہ سمندر کی طرح بہتا رہے گا۔

8۔لَاتُشْبِعُ مِنْهُ الْعُلَمَآءُ :-

علماء کے دل اس سے کبھی بھرتے نہیں ہیں قرآن ایک ایسی کتاب ہے کہ اسے جتنا پڑھو گے ذوق وشوق اتنا ہی بڑھے گا۔لہٰذا یہ دنیا کی وہ کتاب ہے جس سے علماء کے دل کبھی سیراب نہیں ہوتے ۔ اللہ رب العزت اس کتاب کے پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ